

اوسہ سہری نے دلچسپ ترین کہانیاں لکھی ہیں۔
 اردو کے مایہ ناز ادیب اور شاعر ابن انشا نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔



۵۶
 مگر
 مگر

چرخ کج رفتار کو کبھی ایک پہلو قرار نہیں۔ آج کچھ ہے
کل کچھ۔ ایسا ہی کچھ حال ولیٹ سائڈ کی غلوک احوال بستی کے لال
ایٹھوں دسے مکانوں کے مکینوں کا ہے کہ آج یہاں ہیں کل کہیں اور۔
وہ بے گھر ہیں۔ لہذا ان کے ہزاروں گھر ہیں۔ آج اس کمرے میں ان
اترے کل کہیں اور جاٹھڑے۔ نہان کے رہنے کا ایک ٹھکانا دل
کی ایک منزل۔ نگر نگر پھر مسافر گھر کا راستہ مہول گیا۔ یہ صریح
انہیں پر صادق آتا ہے۔

اس بستی کے گھروں میں ہزاروں لوگ آئے، ہزاروں گئے
اس لئے ظاہر ہے کہ ان سے ہزاروں داستانیں وابستہ ہوں گی زیادہ تر
وہی بے رنگ اور سوہا قسم کی لیکن کچھ لوگ یقیناً اپنے پیچھے اپنے
محبت — یادوں کے سمیت چھوڑ گئے ہوں گے۔

ایک دن کا ذکر ہے شام کا بجٹ پنا ہو چکا تھا۔ ایک
نوجوان اس غتہ و خراب مکانوں کی بستی میں درہم چکر کاٹا دکھائی
دیا وہ گھر پر جاتا اور گھنٹی بجاکر صاحب خانہ یا مالک مکان کو بلاتا یا یہی
مکان کے مدعانے پر اس نے اپنا ہینڈ بیگ مدعانے کی ٹیڑھی
پر رکھا، پیشانی سے پسینہ پونچھا اور ٹوپی کی گرد بھاڑی۔ گھنٹی کی گونج
سنائی دی۔ کہیں وہ بہت پیچھے۔ جیسے کسی کھڑکی گہرائی میں بج اٹھی ہو
اس بار ہو جس گھر کے دروازے پر جو عورت یعنی مالک
مکان نمودار ہوئی۔ وہ اس نوجوان کو ایک پیڑیڑے کی طرح نظر آئی
جو کسی پل کے اندر کا سارا گرد اٹھایا ہوا دھرت خول ہی خول پھا
ہو۔ اس کا انداز یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب اس گھر کے کی جگہ وہ کرایہ
داروں کی کے اور اپنا لگتا ہے۔

”کوئی کرو خالی ہے آپ کے ہاں؟“ اس نوجوان نے پوچھا
”اندازاً اس عورت نے جواب دیا۔ اس کی آواز اس کے
حلق میں سے نکل رہی تھی اور حلق کے اندر جیسے سہما کی گڑبگڑ تھی
جو حلق منزل کا ایک عقبی کمرہ کوئی ایک ہتھ سے خالی ہے۔ دیگر
لیجئے آپ کو پسند آئے نہ؟“

نوجوان اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھتا گیا کہ وہ
اور غلام گردنوں میں ایک ٹکی سی، معمولی سی روشنی کہیں سے آ رہی ہو
سیڑھیوں پر جو ٹاٹ بچھا تھا وہ چھوڑ دی اور روٹیلنگ کی وجہ سے
خستہ اور روٹیں دار ہو گیا تھا۔ جہاں جہاں سیڑھیوں کا سٹانا تھا وہاں
میں طاق بنے ہوئے تھے۔ کبھی کسی زمانے میں ان طاقوں میں پودے
رکھے جاتے ہوں گے لیکن اس بند گھٹی ہوئی مضامین کوئی پودا کیجے
نہہ رہ سکتا ہے۔

”یہ کمرہ ہے جناب مالک مکان نے ایک کمرے کے سامنے
رکتے ہوئے کہا۔ بہت اچھا کمرہ ہے۔ بہت کم خالی رہتا ہے پھل گریو
میں اس میں بہت اچھے لوگ رہتے تھے۔ کسی قسم کی تکلیف نہ دیتے تھے
اور کرایہ ماہ باہ پشیمانی دیتے تھے پانی اور مال کے سرے پر ہر روز
اور موتی کے پاس یہ کمرہ تین مہینے رہا۔“

آہوں لے وہ دیکھو نقاشی بھی کر رکھی ہے آپ نے اس
برٹیا سپروڈ کا نام شاید سنا ہو۔ یہ اصلی نام نہیں۔ ایسیج کا نام ہے اور
اس سنگار میز کے اوپر شادی کا سٹریٹیکٹ فریم میں ٹکا ہوا تھا۔ اور
میں کا انتظام ہے اور یہ دیکھو سامان رکھنے کی گنجائش بھی کافی ہے اس
کمرے کو جو بھی دیکھتا ہے پسند کرتا ہے۔ اسی لئے تو یہ بہت کم خالی رہتا ہے
”کیا تھیٹر میں کام کرنے والے بہت لوگ یہاں رہتے ہیں؟“
نوجوان نے پوچھا۔

”لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ زیادہ تر کمین تو تھیٹروں میں کام
کرنے والے ہی ہوتے ہیں۔ یہ علاقہ ہی تھیٹروں کا ہے ایکٹروں کو
آپ جانتے ہیں کسی زیادہ دن ایک جگہ نہیں ملکتے۔ کچھ لوگ میرے
حصے میں بھی آ جاتے ہیں۔ — جی ہاں کتے جاتے رہتے ہیں۔“

اس نوجوان نے کمرے لے لیا اور ایک ہتھ سے کا کرایہ پیش دینے
ہوا۔ اس نے کہا۔ ”میں تھا کرا ہوا ہوں۔ اس نے ابھی سے مجھے
اس کمرے میں سمجھے۔ اس نے کوئی ایک رقم گن کر دے دی۔ مالک
مکان نے کہا۔ ”کو بھی آپ کیلئے ہر چیز تیار ہے۔ اور دیکھئے غل پل۔
سب رنگ و بھنا“

ہے تو نے بھی موجود ہیں! وہ نصرت بخنے کی تو زوجہاں نے بت کر کے اس سے وہ سوال پوچھا جو ایک ہزار مرتبہ وہ دوسروں سے پوچھ چکا تھا۔
”کیا آپ کے کرایہ داروں میں ایک لڑکی مس ویشیز بھی ہے۔۔۔ یا رہی ہے ممکن ہے وہ ایٹیک پر گاتی ہو۔ خوبصورت سی لڑکی ہے میانہ قد چھریا جسم، سنہری مائل بال۔ بایں ابرو کے کے پاس ایک مسابھی ہے۔“

”نہیں۔۔۔ مجھے اس نام کی کوئی لڑکی یاد نہیں۔ ایٹیک پر کام کرنے والے لگ جس طرح کسے بدلتے رہتے ہیں اسی طرح نام بھی آج کچھ کل کچھ۔۔۔ نہیں مجھے یہ نام یاد نہیں پڑتا۔“
”نہیں۔ ہمیشہ نہیں پانچ مہینے سے وہ اس سوال کا اچھی جواب مستعار ہاتھ میں جود، ایگنٹوں، اسکورلر، گانے والی پارٹیوں، موسیقی گھروں غرضیکہ جہاں تک اس کی پہنچ ہو سکی اس نے اس لڑکی کا پتا دریافت کیا۔ ایسی ذیل اور پست جگہوں پر بھی جہاں اس کا دل کہتا تھا کہ اگر وہ یہاں ملے تو کیا ہو گا؟ امید اور ہم دونوں ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ اسے اپنی محبوبہ گم گشتہ کی جستجو تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنے گھر سے غائب ہونے کے بعد سے اس وسیع شہر میں کہیں نہ کہیں موجود ہوگی۔ لیکن اس شہر کی مثال ایک ریت کے تودے کی سی تھی۔ آج جو ذرہ اوپر ہے کل ہوا کا جھونکا اسے بہت نیچے بے شمار تہوں میں دبا دیگا۔ اس کمرے نے اپنے تازہ ترین مہمان کا استقبال ایک رسمی اور مصنوعی سے تپاک سے کیا۔ اس کی سکرپٹ کسی بازاری عورت کا سا غیر مقدی انداز لٹے ہوئے تھی۔ اس کے بوسیدہ فوئچر کوچ کے گھسے ہوئے کپڑے دوکر سیوں اور دونوں کھڑکیوں کے سستے قسم کے شیشوں سے ایک تکلف کی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ دیوار پر فریم میں بڑی دو ایک تصویریں لگ رہی تھیں ادا ایک کھانے میں ایک آہنی پلنگ بچھا تھا۔

وہ جوان ایک کمرے میں دھنس گیا اور اپنا جسم ڈھیلا

مار پانچ

چھوڑ دیا اور اس کمرے نے زبان حال سے اپنے پہلے کھینوں کی داستان اس سے بیان کرنی شروع کی۔

کمرے کے فرش پر میلی اور داغ دار دیوایاں کبھی تھیں دیواروں پر شورش رنگ کا کاغذ منڈجاتا تھا اور چند تصویریں آئینہ ایں تھیں جیسی ہر گھر میں ہوتی ہیں۔ عامیانہ قسم کی مینٹل پیس کے سامنے ایک بہت بھر پور کیلے رنگ کے کپڑے کا پردہ بڑھا لگ رہا تھا کٹی شکستہ میں طوفان زدہ کھین جو اس سمند کے مسافر تھے۔ خود تو کسی نئے سینے کی دستگیری سے کسی نئی بند گاہ پر جا ترے ہوں گے ان شکستہ ٹائٹ کے کچے کچے کڑے اس مینٹل پر ان کی یاد گار دہ گئے تھے یہ کیا تھے؟ ایک دو معمولی بے کار مرتبان۔ ایک دوسروں کی کچھ تصویریں دو کی ایک غالی شیشی ایک تاش کی گڈی کے متفرق پتے۔

جس طرح کسی طغی کے پر پچ حروف آہستہ آہستہ شکل اور نمایاں ہونے شروع ہوتے ہیں اسی طرح اس کمرے کے پرانے کھینوں کی باقیات کے نقش ابھرنے شروع ہوئے۔ سنگار میز کے پاس مذہ بہت زیادہ گھسا ہوا نظر آتا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ان کھینوں میں فاجع عالم عورت بھی شامل رہی ہے دیوار پر انگلیوں کے ننھے ننھے نشانات اس بات کا پتا دیتے تھے کہ اس گھر کے قیدی و محب اور مہمان کی جستجو میں کس طرح دیواروں کے ساتھ راستہ ٹوٹتے رہے ہیں کبھی کسی نے نہ جانے کس وحشت میں کوئی بوتل دیوار پر دے ماری ہوگی جس کی وجہ سے دیوار پر ہم پٹنے کا نشان بن گیا تھا ٹیشے پر کسی نے ٹیڑھے ٹیڑھے حروف میں نام کو د رکھا تھا میری معلوم ہوتا تھا کہ اس کمرے میں ایک کے بعد ایک جو کرایہ دار آتا رہا وہ اس کی افسردگی اور بے رنگی سے لپچا ہوا کس کے بعد دیوار پر اپنا غم آوار تار بٹا ہے۔ فوئچر پر جگہ جگہ خراشیں پڑی تھیں کوچ جس کی شکل اسپرنگوں کے خندہ دھماں مٹانے بگاڑ دی تھی کسی ہونک عسرت کا نقشہ پیش کرتا تھا۔ جسے کسی نے

دیرانگی کے دورے میں بے ددی سے قتل کر دیا۔ ہرنیشل کے مرنے
تختے سے ایک بڑا سا ٹکڑا کھڑا ہوا تھا۔ جو کسی بڑی ضرب یا قتل
کا پتہ دیتا تھا۔ فرش کے ہرنیشل کی چوڑوں کی نئے ستم کی صدمے
اجتماع معلوم ہوتی تھی یقین نہیں آتا تھا کہ یہ سارے ستم ان لوگوں
کے ہاتھوں سے ہوئے ہیں جو اس کمرے کو ایک زمانے میں اپنا گھر
کہتے تھے۔ یہی ہو سکتا ہے ان کے احساس بے غامغانی نے ان کو
غیش دلایا ہو اور انہوں نے اس چھوٹے گھر سے اس صدمہ میں
اشتم لیا ہو۔ ہمارا اپنا واقعی اپنا گھر جو تو ہم اس کو جانتے سناتے
ہیں، اس کو جانتے سناتے ہیں اور اس سے پتا لگتے ہیں۔

دو جہاں کسی پر دوازہ کمران خیالوں میں کھو گیا۔ جبکہ
کمرے میں انوار و اقسام کی آوازیں اور خوشبوئیں جھوم کر آئیں
ایک کمرے سے کسی بے فکرے عیاش کی دبی ہنسی کی آواز سنائی
دی دوسرے کمرے سے یہاں کسی کی گگ ڈانٹ دہاں جوئے
کے پانے پٹنے اور ایک لودی اندادہ کسی کے آہستہ سے
کراہنے اور چلنے کی آوازیں آئیں اور پر کوئی بیخوبار ہاتھ کہیں
دور دوانے کی سہتے تھے اور پیچھے پاٹے میں کوئی بلی بری
مرحہ چلا رہی تھی۔ اس گھر کی ہوا میں ایک عجیب سی سیل تھی۔
معلوم ہوتا تھا کہ یہ نیچے کے تہہ خانوں سے آرہی ہے اور اس میں
موم جیسے اور شری گی لکڑی کی بو شامل تھی۔

اتنے میں اچانک کمرہ گھونٹ کے پھولوں کی جھنپ سی سی
دل دو خوشبوئیں لیں گی یہ خوشبو ہوا کے ایک ہی جھونکے کے ساتھ
دھاتی تھی اور ایسی ندرت اور لذت پر دست تھی کہ باطل زمانہ وجود
معلوم ہوتا تھا۔ اس شخص کو یہ معلوم ہوا۔ جیسے کسی نے اسے نام
لے کر پکارا ہو۔ چنانچہ وہ کسی سے اچھل پڑا۔ اور بولا کیا بات ہے
پیارے؟ وہ شیریں خوشبو ایسی ٹھک دیتی تھی۔ اس کے احساس
وقتی طور پر شل ہو گئے اور اس نے ہاتھ پیرا کر اس چیز کو چھونا چاہا
آخر کوئی خوشبو کیسے کسی انسان کو یوں پکڑ سکتی ہے یقیناً کوئی

آواز ہوگی یہ چیزیں میں کالمس لطیف اس نے محسوس کیا تھا آواز
ذاتی؟

”وہ ضرور اس کمرے میں رہی ہے“ اس نوجوان نے چلا کر
اور وہ اس میں اپنی محبوبہ کی کوئی نشانی تلاش کرنے کے لئے ایک لڑکے
اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی معمولی سے معمولی چیز کو بھی وہ
پہچان لے گا۔ کسی چیز کو اس نے کبھی چھوا بھی ہوگا تو وہ بول
اٹھے گی۔ آخر گھونٹ کی یہ خوشبو شے دن و نواز جس سے اس کی عمر
کو اتنا لگاؤ تھا کہاں سے آئی تھی؟

کمرے کی صفائی ستھرائی بس یوں ہی سی ہوئی تھی۔ ابھی
ایک سنگار کی اس معمولی میز پر کوئی آدمی درجن بالوں کی سٹیاں
پڑی تھیں جو ہر عورت کی ایک سی ہوتی ہیں کسی کا آتا نہیں تہہ کی
لہذا اس نے ان کو نظر انداز کر دیا۔ سنگار میز کی دھاروں کی تلاش کرنے
پا سے ایک چھوٹا سا دیدہ وصال ملے۔ سو گھٹا تو اس سے کسی عجیب
سے تیز فطر کی بوا آئی۔ اس نے اسے زمین پر چپک دیا۔ ایک اور دھار
میں اسے طرح طرح کے مٹن ملے ایک تھیلے کا پر وگلا م چیزیں گڑی نکلنے
دلے کسی دکاندار کا تعارفی کارڈ ڈھونڈنے کی گویاں، خوابوں کی
تعبیر ہانے والی ایک کتاب سب سے آخری دھار میں کسی عورت کی
بالوں میں بھانے کی سیاہ ساٹن کی بو۔ اس پر وہ ٹھسک گیا۔ ایک طرف
بوت ایک طرف آگ لیکن سیاہ ساٹن کی یہ بو بھی کسی خاص عورت کی
نشان دہی کرنے سے معذور تھی سب عورتیں ایسی بو باندھتی ہیں
اس نے کمرے کا ہر کوننا کھدایا چھان مارا۔ جس طرح کئی
کتا بکے سہا سے کسی چیز کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا ہے وہی
فرش میز چوکی پر سے الماریاں اس نے سب کی تلاشی لے ڈالی
جبکہ کمرہ گھونٹ کے بل۔۔۔ وہ کہیں آس پاس اور نیچے ہو
تھی اسے بلارہی تھی اس کی آغوش میں کبھی آرہی تھی کہ وہ اسے
دیکھ کر سن اور چھو سکتا۔ ایک ہار پھر وہ بکا باز بلند پکا رانا پیدنا
اور کمرہ دیکھا۔ لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ خلا ہی خلا تھا۔ نگاہ
سب رنگ ڈانچا

وہ صحت نہ حسن و وفا۔ فقط گمنون کی خوشبو تھی جو اس کی گرفت میں نہیں آ رہی تھی۔ خداوند — یہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے اور خوشبو کو زبان کب سے ملی۔ جس سے وہ پکار بھی سکتی ہے لیکن وہ اس اندھیرے میں ٹامک ٹوٹیاں مارتا رہا۔

وہ کمرے کی دروازوں اور گوشوں میں بٹکتا پھرا لیکن اس کو کچھ نہ ملا۔ ایک جگہ اسے ایک دری کی شکن میں ایک ادھر جلا سنگار ملا۔ جسے اس نے غصے میں ایڑی کے نیچے مسل کر رکھ دیا۔ اس نے سارا کمرہ پھر ادھر سے ادھر چھان مارا۔ اسے اُن میں شہر شہر محلہ بہ محلہ بھٹکنے والے مکینوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی یادگاریں اور نشانیاں ملیں لیکن اس مجوزہ کا سراغ دینے والی کوئی نشانی نہ مل سکی۔ اس کی جستجو میں وہ ویلا نہ ہو گیا تھا اور جو صحن ممکن ہے وہاں رہی ہو اور جس کی روح اسے وہاں بھٹکتی چکر کاٹتی معلوم ہوتی تھی تب یا ایک اسے گھر کی بلکہ کا خیال آیا۔

وہ آسیب زدہ کمرے سے نکل بیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اس دروازے پر پہنچا۔ جس کی دروازوں سے روشنی چھن رہی تھی۔ اس کے دستک دینے پر بالکے مکان باہر آئی اس نے اپنے جوش و جذبات پر قابو پانے کی انتہائی کوشش کرتے ہوئے کہا ”آپ مجھے اتنا ترہتا سکتی ہیں کہ مجھ سے پہلے اس کمرے میں کون رہتا تھا۔“

”ہاں ہاں کیوں نہیں۔ میں بتا چکی ہوں کہ یہ کمرہ اس سے پہلے سپرواز اور موتی کے قبضے میں تھا۔ تھیٹر میں اس کا نام مس سپرواز تھا۔ لیکن اصل میں وہ میسر موتی تھی۔ میرے گھر میں ہمیشہ عزت دار لوگ ٹھہرتے ہیں ان کی شادی کا سرٹیفکیٹ ادھر اس سنگار میز کے اوپر رکھ رکھا ہے۔۔۔۔۔“

”مس سپرواز کس قسم کی عورت تھی۔ میرا مطلب ہے کس شکل کی عورت تھی۔“

NEC

جیتی | شکست تصویر

جاکتی | سریلی آواز

NEC

کے نئی وی سیٹ دیکھئے ہیں دیدہ زیب اور کارکردگی میں اعلیٰ ہیں یہ نئی وی سیٹ مختلف سائز میں دستیاب ہیں۔

NEC

ان کی اپنا بیحد کافی وی سیٹ خریدیے

وزیر علی انجینئرنگ لمیٹڈ

کراچی - لاہور - راولپنڈی - دہلی

”کالے کالے بال تھے چھوٹا قد گٹھا ہوا جسم اڈکا سا چہرہ

دونوں نے ایک منہ ہوا شکل کے دونوں یہ کمرہ چھوڑا ہے“

”اور ان سے پہلے یہاں کون مقیم تھا“

ایک صاحب تھے تنہا رہتے تھے شراب کی گاڑی چلاتے

تھے وہ میرا ایک ہفتے کا کرایہ مار گئے ان سے پہلے مسز کوڈر

اور اس کے دوپے چار مہینے رہے ان سے بھی پہلے ایک بڑے

میاں مسٹر ڈائل نامی رہتے تھے جن کا کرایہ ان کے بیٹے دیتے تھے۔

ان کے پاس چھ مہینے یکو روٹایہ ایک سال کی تفصیل تو صاحب

یاد ہے مجھے اس سے آگے یاد نہیں۔

وہ شکریہ ادا کر کے دبے پاؤں اپنے کمرے میں لوٹ

آیا کہ وہ جہاں تھا وہ خوشبو میں نے اس میں زندگی کی لہر دوڑا

وہی تھی بگنوں کی وہ خوشبو مٹے دلنا زاب راحت ہر چکی تھی

اس کی جگہ وہی بوسیدہ فرنیچر پرانے فرش کی بوردہ گئی۔ جیسے

کسی گودام کو کئی دن بعد کھولا گیا ہو۔

امید کے ساتھ اس کا حوصلہ اس کا اعتماد بھی جواب دے

میاں وہ بیٹھا چمچے کی گیس کے نندا اور گاتے ہوئے شے کو دیکھنے لگا

اسکے بعد بستر سے اٹھا اور چادر کو پھاڑ کر دھجی دھجی کر دیا ان دھجیوں

کو چاقو کی نوک سے اس نے دروازوں اور کمر کیوں کی درازوں

میں مٹوس دیا اور جب یہ کام ہو چکا اس نے تہی بجادی گیس

کی ٹوٹی پوری کھول دی اور پٹنگ پر دراز ہو گیا۔

آج ہمارے کی مسز کوڈل کی ماری پر لانے کی تھی۔ چنانچہ

وہ ایک بستر میں بیٹھ کر ماریوں کے گرتے گرتے میں مسز

پرڈی کے ساتھ بیٹھ کر پیچھے ہانے اور گپ مٹانے کا دور شروع

ہو گیا۔

آج شام میں نے چوتھی منزل کا پیچھا کر کے ایک شخص کو

کرایے پر دے دیا۔“

مسز پرڈی نے بیڑا جھگدار نکالنا اٹھانے ہوئے

کہا: ”لو جوان آدمی ہے کوئی دو گھنٹے ہوئے بستر پر پڑ کر سو بھی گیا ہے“

”مس پرڈی۔ میں نہیں مان گئی۔ تم ایسے ایسے کمرے کو بھی

کرائے پر اٹھا دیتی ہو۔ تمہیں اس کا گرا آتا ہے یہ کہہ کر مسز کوڈل نے

دلی آواز اور پراسرار لہجے میں پوچھا۔ تم نے اس کو وہ بھی بتا دیا؟“

”نہیں مسز کوڈل۔ میں اسے کیوں بتاتی:“ مس پرڈی نے

مہارت کا ٹم لہجے میں کہا: ”میں تو اپنے کمرے کرائے پر دینے ہی تھے۔“

”ہاں بہن ٹھیک ہے مسز کوڈل نے کہا۔ ہمارا تو دفتر بھی

ہے مسز پرڈی تمہیں کاروبار کرنا آتا ہے اگر تم یہ بتانا شروع کر دو کہ ایک

ہفتہ پہلے اسی کمرے میں اسی پٹنگ پر لیٹے لیٹے کسی نے خودکشی کی تھی تو بہت

سے لوگ تو کوہ کر لے پر لینے سے انکار کر دیں گے۔“

”اور جیسا کہ تم نے ابھی کہا۔ میں تو اپنی روزی اپنی کمرے سے

کافی ہے مسز پرڈی نے جوابا کہا۔

”سچ ہے بہن۔ ابھی ایک ہفتہ ہوا کہ میں نے اس چوتھی منزل

کے مٹی کمرے کی صفائی میں تمہارا ہاتھ بٹایا تھا کیا پیاری شکل کی لڑکی

تھی سبھی لاچہرو تھا۔ خدا جانے کیا بات ہو گئی کہ اس نے اس عمر میں گیس

کھول کر خودکشی کر لی۔“

”ہاں ابھی شکل تھی بے چہری کی بری نہیں تھی۔“ مس پرڈی

نے نیم اتھا کر کے ہوئے کہا بس بائیں اہود کے پاس ایک مسخا خیر

مسز کوڈل اور لوڑک گلاس تو اور لو۔“

Zegham imran

گوچرخان میں

سب رنگ ڈائجسٹ

شاہین نیوز ایجنسی سے طلب فرمائیں

سب رنگ ڈائجسٹ